قطب مدینہ پبلشرز

تعیین دن کا ثبوت

بارہویں

چہلم

گیارہویں

جشن میلاد

سوئم

شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر

از قلم: علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی

باہتمام: حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

قطب مدینہ پبلشرز

عطاری کتب خانہ G.K.2/44 شہید مسجد کھارادر، کراچی، پاکستان فون: 0303-7234660

0303-7235442

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

دن تعین کرنے کا ثبوت

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

محمد کاشف اشرفی عطاری

ناشر



قطب مدینہ پبلشرز (کراچی)

اشاعت : جمادی الثانی 1422ھ، ستمبر 2001ء

صفحات : 32

کمپوزنگ : الریحان گرافکس (4920983)

فہرستِ مضامین

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ العلی العظیم والصلوۃ والتسلیم علی حبیبہ الکریم الرؤف الرحیم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

امابعد! تجربہ شاہد ہے کہ جسے امر میں اندرونی طور ضد ہو وہ اسکے خلاف طرح طرح کے حیلے بناتا ہے۔ چونکہ وہابیوں، دیوبندیوں کو رسول اکرم ﷺ اور اولیائے کرام کی عظمت وشان سے ضد ہے اسی لئے انکے متعلقات کو روکنے کے لئے ہزاروں حیلے بہانے بناتے ہیں مثلاً کبھی شرک کا خطرہ کبھی بدعت کی آڑ کبھی عظمت شان پر دلالت کرنے والی روایات کو موضوع، ضعیف وغیرہ کہہ دینا۔ یہی حال اہلسنت کے معمولات کے متعلق ہے کہ کھل کر تو انکا انکار نہیں کرسکتے کہ ان پر معتزلہ کی چھاپ کا خطرہ ہے اسی لئے مختلف حیلے بہانوں سے انہیں روکنے کے درپے ہیں مثلاً ایصال ثواب اہل اموات کے لئے حق ہے اسکا انکار معتزلہ کو تھا۔ اب یہ معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنے کے لئے صراحۃً تو کچھ نہیں کہہ سکتے اسی لئے دوسرے حیلے بناتے ہیں مثلاً ایک غلط قاعدہ اختیار کرکے اولیاء کرام کے اعراس واہل اموات کے لئے تیجہ، چہلم، جمعراتیں یونہی میلاد شریف ودیگر معمولات کے لئے کہہ دیا کہ ہم ایصال ثواب وغیرہ کے تو قائل ہیں لیکن چونکہ یہ امور متعین کرکے عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا ناجائز ہیں اور بدعت ہیں وغیرہ وغیرہ انکی بدعات کے جوابات تو فقیر نے دوسرے رسائل میں لکھے ہیں یہاں صرف انکے تعیین کے غلط قاعدہ کارد کرنا مطلوب ہے اسی لئے رسالہ کا نام رکھا ہے۔

"نعم المعین فی تحقیق التعیین، عرف عرفی تعیین کا ثبوت"

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان یکم ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

مقدمہ

شرعی امور کے لئے دن مقرر کرنا از روئے شرع شریف جائز اور اس کا جواز کتب علمائے کرام میں بالتصریح موجود ہے۔

"تعیین وتخصیص دو قسم ہے (۱) شرعی، عادی، خود شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لئے کسی وقت کو خاص کر دیا ہو اس کے سوا کسی دوسرے وقت میں نہ ہو جیسے ایام نحر کہ قربانی کے لئے اس سے تقدیم وتاخیر درست نہیں یونہی نماز کی رکعات۔ دو فرض فجر چار فرض ظہر، عصر، عشاء اور تین فرض مغرب یونہی رکعات سنن وغیرہ اور کلمات اذان۔ ان میں ثواب کی نیت سے کمی بیشی جائز نہیں۔ اس قسم کی تعیین سے مخالفین دھوکہ دیتے ہیں کہ ثواب کی نیت سے کوئی شخص اضافہ وترمیم نہیں کر سکتا۔ ہم انکے جواب میں کہینگے کہ شرعی تعیین ہو چکی اس میں اضافہ وترمیم کا کسی کو حق نہیں ہماری گفتگو دوسری تعیین میں ہے۔ اسکی تفصیل آتی ہے۔ یونہی بعض عبادات کا ثواب شریعت مطہرہ نے متعین فرمایا ہے مثلاً نماز عشاء تا ثلث اللیل کا زیادہ ثواب بہ نسبت نصف اللیل تا قبل صبح صادق کے۔

(۲) مطلق عمل کو عرف اور ضرورت کے مطابق متعین کیا جائے اسے تعیین عرفی کہا جاتا ہے۔ اسکی شرعی اور دنیوی ہزاروں مثالیں ہیں مثلاً نوافل جب پڑھو جتنا پڑھو (سوائے اوقات ممنوعہ ومکروہہ کے) اگر کوئی کسی مصلحت سے اوقات مقررہ میں چند نوافل کا التزام کرتا ہے تو اسکے لئے جائز ہے۔

یونہی درود شریف پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جب چاہو جہاں چاہو پڑھو اذان سے پہلے اور بعد گویا اسکے ماسوا جہاں کہیں بھی ہو اسے مقرر کرنا بھی ایک مباح امر ہے یونہی دعاء کا کوئی وقت مقرر نہیں جب چاہو جہاں چاہو۔ جنازہ غیر جنازہ وغیرہ کی تعیین نہیں اگر کوئی مصلحت سے وقت مقرر کرتا ہے تو وہ مباح ہے۔ وغیرہ وغیرہ

فہرست تعیین عرفی

کسی امر شرعی و دنیوی کو بوجہ مصلحت معین کر کے عمل میں لایا جائے تو کوئی شرعی قباحت نہیں بلکہ ہر مذہب میں وہ معمول بہ ہے اور اسکی فہرست بھی طویل ہے چند امثلہ ملاحظہ ہوں۔

نمبر شمار	نام عمل مع مختصر کیفیت
۱	اوقات الصلوات کہ پس پیش ہو تو امام صاحب کی خیر نہیں۔
۲	اوقاتِ روزہ، سحری مقرر کر کے۔
۳	اوقات الزکوۃ، کہ سال میں رمضان یا رجب میں ادا ہوگی۔
۴	اوقات التدریس کہ صبح و شام کے اتنا بجے سے اتنا بجے تک
۵	اوقات جلسہائے اسلامیہ کہ فلاں ماہ فلاں تاریخ کو ہونگے۔
۶	نظام تعلیم میں سالانہ ہفتہ وار رخصتیں (مثلاً نصف شعبان تا نصف شوال اور جمعہ وغیرہ)
۷	شادی بیاہ وغیرہ کی تاریخیں وغیرہ وغیرہ

ان امور کے علاوہ بیشمار امور ہیں جن میں بوجہ مصلحت تعیین کیجاتی ہے اور اس تعیین کو ضروری بھی نہیں سمجھا جاتا بوقت ضرورت آگے پیچھے کیا جاتا ہے یونہی ہمارے مسائل کو سمجھئے کہ مصلحۃً میلاد شریف، عرس شریف، گیارھویں شریف اور سالیانے، جمعراتیں، قل خوانی، چہلم وغیرہ وغیرہ کی تعیین بر بنائے مصلحت ہوتی ہے۔

تعیین مذموم

اگر چہ اس تعیین کے بیان کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ مخالفین تعیین مذموم سے عوام کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اسی لئے اسکی وضاحت عرض کر دوں۔ اگر چہ انکا تعیین مذموم بھی اپنی بنائی ہوئی ہے جس میں ہمارے مسلک کو کوئی دخل نہیں۔

تعیین مذموم یہ ہے کہ غیر معتین عمل کے لئے عقیدہ رکھنا کہ فلاں عمل فلاں تاریخ یا فلاں

وقت میں کرونگا تو ثواب ملیگا ورنہ نہیں مثلاً مخالفین ہمارے معمولات کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ گیارہویں یا عرس یا میلاد وغیرہ تاریخ معین پر ضروری ہے نہیں کرینگے تو ثواب نہ پائینگے یہ مخالفین کا اہلسنت پر صریح بہتان اور سراسر جھوٹ ہے جس کی انہیں قیامت میں سزا ملیگی اور سخت ہے کیونکہ تمام اہل اسلام خواص وعوام کو معلوم ہے کہ ہم میلاد شریف واعراس اور گیارہویں وغیرہ کے لئے تاریخ نہ فرض سمجھتے ہیں نہ واجب بلکہ مصلحت کے طور کبھی کبھی مقرر وقت پر کرتے ہیں ورنہ یہ امور آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں اور اگر کوئی ایسی تعیین کو فرض یا واجب سمجھتا ہے تو وہ اسکا تعیین کا عقیدہ غلط ہے نہ کہ نفس فعل حرام ہو گیا یہ تو ایسے ہے کہ کوئی نماز، روزہ، حج وغیرہ کی غلطی کرتا ہے تو غلطی دور کرائی جائیگی نہ کہ نماز وروزہ اور حج بھی بند کردیا جائیگا، سر میں درد ہو تو پھر ایسا غلط عقیدہ صرف معمولات مذکورہ میں نہیں بلکہ جس شرعی امور میں ایسی نیت کرے کہ فلاں عمل ایسے کرونگا تو ثواب ملیگا ورنہ نہیں مثلاً قدوری تا شامی تمام کتب فقہ میں ہے کہ کوئی شخص کسی نماز کی رکعت کے لئے سورت معینہ کرکے اس نیت سے پڑھے کہ یہی سورت اسی رکعت میں پڑھونگا تو نماز ہوگی ورنہ ثواب نہ ملیگا تو ایسی نماز ناجائز ہے اگر یہ نیت نہ ہو بلکہ کوئی اور مصلحت ہو تو بلا کراہت نماز جائز ہے بلکہ نیت میں اخلاص ہے تو نوید جنت بھی جیسے ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ آتا ہے کہ وہ نماز فرض کی ہر دو پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھ کر پھر سورۃ اخلاص ضرور پڑھتے۔

خلاصہ یہ کہ تعیین غیر ضروری کو ضروری سمجھ کر عمل کرنا تعیین مذموم ہے اگر یہ عقیدہ ارادہ نہ ہو تو وہ تعیین محمود ہے۔ مخالفین محض دھوکہ وفریب سے تعیین مذموم اپنی طرف سے گھڑ کر ہمارے معمولات پر حرام وناجائز کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ فقیر کی تقریر مذکور مدنظر رہی تو مخالفین اپنی منہ کی کھائینگے۔

باب 1 (احادیث مبارکہ)

(۱) عن محمد بن ابراهيم قال كان النبی ﷺ ياتی قبور الشهداء على راس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار وابوبكر و عمر و عثمان (رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين)

(رواہ محمد بن جریر الطبری)

حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین ہر سال کے سرے پر شہدائے احد کی قبور پر تشریف لے جاتے اور سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ط فرماتے یونہی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کرتے۔

(۲) عن انس رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ كان ياتى احداً كل عام فاذا تفوه الشعب سلم على قبور الشهداء فقال سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار (رواہ ابن منذر و ابن مردویہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر سال احد تشریف لے جاتے اور جب گھاٹیاں سامنے آتیں تو قبور شہداء کو سلام کرتے اور سلام علیکم بما صبرتم کہتے۔

فائدہ:

یہ روایات امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں نقل کر کے فرمایا کہ۔

وزاد الامام فخر الدين الرازى الشافعی خاتم الخلفاء امير المؤمنين على ابن ابى طالب كرم الله وجهه الكريم فقال والخلفاء الاربعة هكذا يفعلون.

امام فخر الدین رازی نے خاتم الخلفاء حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے۔ اس معنی پر یہ عمل حضور سرور عالم ﷺ اور خلفاء اربعہ سے ثابت ہوا۔

(۳) یہی حدیث امام ابن حجر مکی نے حسن التوسل میں ابن الحاج سے اس لفظ سے نقل فرمائی کہ

كان النبى صلى الله عليه وسلم يزور الشهداء باحد فى كل حول واذا بلغ الشعب رفع صوته فيقول سلام عليكم بما صبر تم فنعم عقبى الدار ثم ابى بكر رضى الله عنه .

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم احد میں ہر سال شہدائے احد کی زیارت کے لئے تشریف لاتے جب گھاٹی پر پہونچتے تو بلند آواز سے فرماتے سلام علیکم الخ پھر حضرت ابوبکر بھی اس طرح کرتے۔

(۴) اس طرح کی روایت ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی مسند میں عبادہ بن ابی صالح رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ :

ان روایات سے اہلسنت کے مندرجہ ذیل مسائل کی تائید ہوئی (i) زیارت قبور سنت ہے (ii) کار خیر کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا (iii) بزرگوں یعنی اولیائے کرام کے اعراس انکے یوم وصال کے دن منانا یونہی عوام کے یوم وفات کا سالیانہ مقرر کرنا اسی حدیث سے بطریق اتم ثابت ہے اس لئے کہ روایات میں علی راس کل حول کا لفظ بھی آیا ہے تو اسی سے سال کا ابتداء وہی مراد ہے جس دن صاحب مزار نے وصال یا وفات پائی ورنہ اس وقت سن ہجری تو مقرر نہیں ہوا تھا تا کہ کہا جائے کہ آپ ماہ محرم میں جاتے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے جب شہدائے احد کا وصال ہوا تھا۔

(vi) مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی ثابت ہوا کیونکہ سفر کا معنی ہے گھر سے باہر کسی دوسرے مقام کی طرف جانے کا قصد کرنا۔

اس سے ابن تیمیہ اور اسکے اتباع کا واضح رد ہے جبکہ وہ حدیث لاتشدوا الرجل

پیش کرتے ہیں انکا اس حدیث سے استدلال غلط ہے۔ اسکی تفصیل فقیر کے رسالہ "منتہی الکمال فی توضیح لاتشدوا الرجال" میں ہے۔

تعیین محمود بوجہ مصلحت

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ ہماری دلیل ہیں کہ بوجہ مصلحت کسی کام کو معین طور پر کیا جائے تو حرج نہیں بلکہ یہی طریقہ حضور سرور عالم ﷺ کا تھا اور خلفائے راشدین اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یونہی کیا کرتے تھے گویا مصلحت کی تعیین سنت رسول ﷺ ہے اور طریقہ خلفاء راشدین وصحابہ کرام ہے۔ اہلسنت "ما انا علیہ اصحابی" اور "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین" کے سچے اور صحیح مصداق ہیں مخالفین غلط راہ اختیار کر کے بدعتی ہیں۔

چند روایات مزید حاضر ہیں۔

(۱) ابوداؤد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے رحمتِ عالم حضور پرنور ﷺ سے بارش کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا ووعد الناس یوما یخرجون فیہ یعنی ایک دن معین فرمایا۔ کہ اس دن سب لوگ عیدگاہ کو چلیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اُس دن آفتاب کے طلوع کے وقت عیدگاہ میں تشریف لے گئے اور بارانِ رحمت کی دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ باب الاستقا)

(۲) صحیح مسلم اور بخاری شریف میں ہے عن ابن عمر قال کان النبی ﷺ یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیاو راکبا فیصلی فیہ رکعتین (مشکوٰۃ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء میں کبھی پیدل اور کبھی سوار تشریف لا کر اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ:

اس میں دلیل ہے کہ ملاقات کرنی صلحاء کی دن ہفتے کی سنت ہے۔

(مظاہر الحق جلد دوم صفحہ ۳۴۷)

(۳) بخاری شریف کتاب العلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کان النبی ﷺ یتخولنا بالموعظة فی الایام کراھیة السامة علینا نبی کریم ﷺ نے ہمارے پریشان ہو جانے کے خیال سے وعظ نصیحت فرمانے کے لئے چند دن مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ یعنی (سوموار اور جمعرات)

(۴) اسی طرح آپ کی اتباع میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کرنے کے لئے دن مقرر کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم شریف میں حضرت شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کان عبد اللّٰہ ابن مسعود یذکر الناس فی کلّ خمیس ط یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(۵) بخاری شریف میں ہے۔ عن کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ قال لقلما کان رسول اللہ ﷺ یخرج اذا خرج فی سفر الا یوم الخمیس۔

ترجمہ: "حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ رسول خدا ﷺ نے جمعرات کے دن کے سوا کسی اور دن سفر فرمایا ہو۔"

فائدہ:

ثابت ہوا کہ جمعرات کا دن مقرر کرنے میں کوئی خاص راز اور برکات مخفی تھے۔

جو جناب رسالتمآب ﷺ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(۶) حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعة غفرلہ و کتب برا۔

یعنی جو آدمی اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی جمعہ کے دن زیارت کرے تو اُس کی بخشش کی جاتی ہے اور اسے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

(۷) صحیح بخاری شریف میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ہمیں ہر جمعہ مبارک کے دن چقندر اور جَو کے آٹے سے تیار کئے ہوئے کھانے کی ضیافت کھلایا کرتی تھی اور پھر فرماتے ہیں وکنا نتمنّٰی یوم الجمعة لطعامها ذلک یعنی ہم اس کی ضیافت کھانے کے لئے جمعہ مبارک کے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

(۸) بخاری شریف میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کر کے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔

(۹) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابی قتادہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا فیه ولدت وفیه انزل علیّ اسی دن (سوموار) کو میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن شریف اُترنا شروع ہوا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۰) ترمذی شریف میں حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بارگاہ الٰہی میں پیر اور جمعرات کے دن عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں اس دن روزہ رکھنا محبوب جانتا ہوں (مشکوٰۃ)

(۱۱) ابوداؤد اور نسائی شریف میں امّ سلمہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ہر مہینے کے تین دن پیر، منگل، بدھ یا جمعرات، جمعہ، ہفتہ کے دنوں کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۲) دارمی شریف میں حضرت مکحول سے روایت ہے۔ کہ جو آدمی سورۃ آل عمران جمعہ کے دن پڑھے۔ فرشتے رات تک اُس کے لئے دُعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں (مشکوٰۃ شریف)

(۱۳) دارمی شریف میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سُورہ ھُود جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اقرء واسورقهو د یوم الجمعة (مشکوٰۃ)

(۱۴) حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے دو جمعوں تک اُس کے دل میں نور ایمان وہدایت روشن رہتا ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

من قراء سورة الكهف في يوم الجمعة اضاء له النور مابين الجمعتين (مشکوٰۃ)

(۱۵) حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان من افضل ايا مكم يوم الجمعة فيه خلق ادم و فيه قبض و فيه النفخة وفيه الصعقة فاكثرو اعلى من الصلوة فيه فان صلو تكم معرو ضة على الخ

(مشکوٰۃ باب الجمعہ بحوالہ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی)

تمہارے بہتر دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی۔ اسی دن دوسرا نفخہ پھونک کر مُردے زندہ کئے جائیں گے اسی دن پہلا نفخہ پھونک کر مارے جائیں گے۔ اُس دن مجھ پر بہت کثرت سے درود شریف بھیجا کرو کہ تمہارا درود شریف مجھ پر عرض کیا جاتا ہے۔ الخ

(۱۶) اسی طرح حضرت ابی داؤد سے روایت ہے کہ اكثروا الصلوة على يوم الجمعة الخ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود شریف بھیجا کرو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

باری تعالیٰ نے بھی وذکرھم بایام اللہ اور ایام اللہ ان کو یاد دلا ئیے فرمایا کہ ایام انعام نزول من سلویٰ وغیرہ کی تخصیص فرمائی۔

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا ان النبی ﷺ بعث رجلا علی سریۃ وکان یقرء لاصحابہ فی صلوتھم فتختم بقل ھو اللہ احد فلما رجعوا ذکر واذلک للنبی ﷺ فقال سلوہ لای شی یضع ذلک فسئلوہ فقال انہ صفۃ الرحمن وانا احب ان اقرأھا فقال النبی ﷺ اخبروہ ان اللہ یحبہٗ (متفق علیہ، مشکوۃ شریف فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرد کو ایک سریہ کا سپہ سالار بنا کر بھیجا وہ صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے ہوئے سورۃ قل ھو اللہ شریف پر نماز ختم کرتا۔ صحابہ کرام واپس لوٹے اور حضور ﷺ کو اسکا واقعہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسے کیوں کرتا تھا اس سے پوچھا گیا اس نے کہا کہ مجھے سورۃ اخلاص سے محبت ہے اسی لئے میں ہر رکعت میں التزاما پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا اسے خبر دو کہ اس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے۔

فائدہ

حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کار خیر کا معین کرنا اگرمبنی برارادۂ نیک ہو جائز ہے اور اس سے وہابیوں، دیوبندیوں کی غلط فہمی کا رد خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحابی نے جو ہر رکعت میں قل ھو اللہ شریف پڑھنا معین کر رکھا ہے اسکی وجہ کیا ہے لیکن وہابی دیوبندی تو جب معین فعل کسی سنی جماعت میں دیکھتے ہیں تو فوراً فتویٰ بازی شروع کر دیتے ہیں حالانکہ معین کرنے والے کی نیت پر دارومدار ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم اکثر معین فعل میں تعیین واجب و فرض اور ضروری ولازم نہیں سمجھتے بلکہ ہمارے اکثر متعینہ امور مبنی بر مصلحت وغیرہ ہوتے ہیں۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابی کی نیت سنکر حضور علیہ السلام نے اسے مبارکباد کی سے نوازا کہ تمہارے اس فعل سے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے معلوم ہوا کہ سورۃ معین

کو معین وقت کی وجہ سے وہ صحابی محبوبِ خدا ٹھہرا۔

سوال: فقہ حنفی کا مسلّم ضابطہ ہے کہ کسی رکعت میں سورۃ کو معین کر کے پڑھنا مکروہ ہے چونکہ ہم حنفی ہیں فلہٰذا حدیث شریف کے محمل کا ہمیں علم نہیں فقہ حنفی کی جزئی کا جواب دیجئے۔

جواب: فقہ حنفی میں بھی نیت کو مدنظر رکھا گیا ہے چنانچہ تمام فقہاء نے اسی جزئی کو نقل کرتے ہوئے شرط لگائی ہے کہ سورۃ معین کر کے پڑھنے سے اس وقت نماز مکروہ ہے جب پڑھنے والے کی نیت یہ ہو کہ اسی سورۃ کو پڑھے بغیر ہماری نماز جائز نہ ہوگی چنانچہ فقیر چند معتبر فقہائے احناف کے بحوالہ صفحات درج کرتا ہے۔

(۱) ویکرہ تعیین سورۃ قید الطحاوی الکراھۃ بما اذا اعتقدان الصلوۃ لاتجوز بغیر ھا اما اذالم یعتقد ذلک فلا کراھۃ

(طحاوی صفحہ ۲۹۵ طبع مصر)

(۲) قیل انمایکرہ ذلک اذالم یعتقد بغیر ھا الجواز واما اذا اعتقد الجواز بغیر ھا وانما یقرء لانھا ایسر فلایکرہ (شرح الیاس صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

(۳) شرح وقایہ وشرح منیہ کبیری میں ھے۔ وکرہ توقیت سورۃ للصلوۃ بحیث لایقر فیھا الاتلک۔

اور یہی ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ ہمارے معمولات (گیارہویں شریف، اعراس مبارکہ، میلاد شریف، رجبی شریف، جمعراتیں، سوئم، چہلم وغیرہ وغیرہ) کی تعیین ضروری اور فرض نہیں اور نہ کسی سنّی عوام وخواص کا عقیدہ ہے کہ ان معین ایام میں کرینگے تو ثواب ملیگا ورنہ نہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کا غلط الزام ہے کہ سنّی بریلوی حضرات ان ایام میں ایسے معمولات کی ادائیگی ضروری سمجھتے ہیں۔ اس بہتان تراشی کی انہیں قیامت میں سزا ملیگی جیسے تعیین پر غلط اعتراض کر کے انکے روکنے کی سزا

پائینگے۔ علاوہ ازیں شرع شریف میں بہت سے اُمور مستحبہ تعیین کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں۔ اور وہ تعیین نہ فرض ہے نہ واجب لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے معین کر کے ادا کرے تو ثواب پائیگا۔ مثلاً یوم الجمعہ کا روزہ یعنی مخصوص دن (جمعہ) کو مبارک بفضل سمجھ کر ہفتہ میں صرف اسی روز روزہ رکھنا جائز ہے چنانچہ بزازیہ و تجنیس میں ہے

"لاباس بصوم یوم الجمعة عند ابی حنیفة و محمد رحمهما الله تعالیٰ" غالباً ان حضرات نے اسی تخصیص کو حضور سرور عالم ﷺ کے معمولات مبارکہ سے جواز ثابت کیا ہے چنانچہ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۰۸ میں ہے کہ عادۃ کریمہ و سنۃ قدیم نبویہ آن بود کہ روز جمعہ را بانورع طاعات و عبادات گونا گوں از ذکر و نماز و دعاو تصدق و غسل و امثال آن محفوف گردانیدے الخ۔

یعنی عادتِ کریمہ و سنت قدیم نبویہ ﷺ یہ تھی کہ آپ جمعہ کے دن کو ہر طرح کی طاعات و عبادات مثلاً ذکر و نماز و دعا و صدقات وغیرہ میں مشغول رکھتے۔ خلاصہ یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت سے امور میں تعیین فرماتے اور وہ یہی تعیین محمود ہے جو اہلسنت کے حصہ میں آئی ہے اور مخالفین بہتان تراشی کے گناہ میں مبتلا ہو کر جواز کو عدم جواز بنا کر اپنے بدعتی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(باب ۲)

بریلوی مسلک

الحمد للہ مسلک بریلوی اہلسنت نبی پاک شہ لولاک ﷺ اور صحابہ کرام کے طریق کار کا پابند ہے چنانچہ فقیر چند حوالہ جات امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصریحات و دلائل دربارہ تعیین محمود عرض کرتا ہے۔

(۱) امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولیٰنا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الحجۃ الفاتحہ میں

فرماتے ہیں کہ "توقیت یعنی کارے را وقت معین داشتن بر دو گونہ است، شرعی و عادی، شرعی آنکہ شرع مطہر عملے را وقتے تعین فرمودہ است کہ در غیر اصلاً صورت نہ بندد و اگر بجائے آرند آں عمل شرعی مکروہ باشد، چوں ایام نحر مراضحیہ رایا آنکہ تقدیم و تاخیرش از آں وقت ناروا باشد۔ چوں اشہر حرم مر احرام حج را یا آں کہ ثوابیکہ دریں ست در غیر ادنیا بند چوں ثلث لیل مر نمازِ عشاء را، و عادی آں کہ از جانب شرع اطلاق است ہر اوقتیکہ خواہند بجا آرند اما حدث را از زمان ناگزیر است و وقوع در زمان غیر معین محال عقلی کہ وجود و تعین چارہ نیست ایں ہم تعینات بر بنائے اطلاق علی وجہ البدلیہ صالح ایقان بود ازیں ہا یکے را بر بنائے مصلحتے اختیار کنندے آں کہ ایں وقت معین را بنائے صحت یا مدار علت یا مناط اثابت دانند پیدا است کہ بایں تقید مقید از فردیت مطلق نیا مدو حکمے مطلق راست در جمیع افرادش ساری باشد مالم یرد منع عن خصوص خصوصاً۔ پس ہمچو جا سبیل نہ آنست کہ ثبوت خصوصیت از مجوز جویند بلکہ آں کہ تصریح بمنع ایں خاص از شرع بر آرند"۔

ترجمہ: یعنی تعیین یعنی کسی کام کو کسی معین وقت سے متعلق کرنا دو طرح پر ہے۔ شرعی اور عادی، شرعی یہ کہ شرع مطہر نے کسی کام کے لئے کوئی وقت معین کر دیا ہو اس طرح کہ اُسے دوسرے وقت میں کیا جائے تو وہ عمل شرعی نہ قرار پائے مثلاً قربانی کے لئے ایام نحر یا اس کی تقدیم و تاخیر ناجائز ہو مثلاً احرام حج کے لئے حرمت والے مہینے یا اتنا ثواب دوسرے وقت میں کرنے سے نہ ملے مثلاً رات کی پہلی تہائی نماز عشاء کے لئے اور تعیین عادی یہ کہ شرع کی جانب سے اطلاق ہو لوگ اُسے جس وقت چاہیں کریں لیکن کسی کام کے وقوع کے لئے زمانہ ناگزیر ہے۔ اور اس کا وقوع غیر معین زمانے میں ہو یہ عقلاً محال ہے کہ وجود کے لئے تعین سے چارہ نہیں۔ یہ تعینات اطلاق علی وجہ البد لیۃ وقوع کی صلاحیت رکھتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک کو کسی مصلحت کی بنا پر اختیار

کرتے ہیں بے اس کے کہ اس معین وقت کو اس فعل کے لئے بنائے صحت یا مدارِ علت یا مناط درستی جانیں۔ ظاہر ہے کہ وہ فرد مقید اپنے مطلق کے افراد سے نہیں نکلتا اور حکمِ مطلق اُس کے جملہ افراد میں جاری و ساری ہوتا ہے۔ جب تک کہ کوئی خاص عارضہ نہ پایا جائے سوایسی جگہ میں طریقہ یہ نہیں ہوتا کہ اُس خاص صورت کا حکم نصوص مجوز سے تلاش کریں بلکہ اُس کی ممانعت اور حکم مطلق سے اُس کے خروج کی تصریح ڈھونڈیں گے۔

(۲) اکابرین وہابیہ کی عبادات سے اس مطلب کو ثابت فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔

ہاں ہاں اے طالب حق اینان را در طغیان وعدوانِ اینان بگزار وروئے بآثار و احادیث آرتا چیزے از تعینات عادیہ برتو خوانیم از یں قبیل ست آنچہ در حدیث آمد کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ زیارت شہدائے احد را سر سال مقرر فرمودند کما سیأتی وآمدن مسجد قبا را روز شنبہ کمافی الصحیحین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وروزہ شکرِ رسالت را روزِ دوشنبہ کمافی صحیح مسلم عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ وبا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشاورۃ دینی را صبح وشام کمافی الصحیح البخاری عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ عنہا وانشاء سفر جہاد را پنجشنبہ کمافیہ عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ وطلب علم را روز دوشنبہ کما عند ابی الشیخ ابن حیان الدیلمی بسند صالح عن ابی مالک رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعظ وتذکیر را روز پنجشنبہ کمافی تعلیم المتعلم للامام برہان الاسلام الزرنوجی حکایت کردش از استاد خود امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ وگفت ھکذا کان یفعل ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وصاحب تزنیۃ الشریعۃ فرمودہ کذا کان یفعل جماعت من اہل علم۔

ترجمہ: ہاں ہاں اے طالبِ حق ان وہابیوں کو اُن کی گمراہی و بے دینی میں رہنے دے اور احادیث نبویہ اور آثار مصطفویہ کی طرف متوجہ ہوتا کہ ہم تمہیں تعیین عرفی کے متعلق چند باتیں بتائیں۔ سو حدیث شریف میں وارد ہوا کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے

دن تعین کرنے کا ثبوت

سال کے آخری دن کو شہدائے احد کی زیارت کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور آپ نے روزۂ شکر رسالت کے لئے سوموار کا دن معین فرما دیا تھا جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دینی امور میں مشورہ طلب کرنے کے لئے صبح و شام کا وقت معین کر رکھا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور آپ نے سفر کے آغاز کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرما دیا تھا۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور آپ نے طلب علم کے لئے سوموار کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ابن حبان نے ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور علمائے سلف نے اسباق کے افتتاح کے لئے بدھ کا دن مقرر فرما رکھا تھا۔ جیسا کہ امام برہان الدین زرنوجی نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم میں اپنے استاد صاحب ہدایہ سے نقل فرمایا اور صاحب ہدایہ نے فرمایا اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ اور صاحب تنزیہہ الشریعۃ نے لکھا ہے کہ علمائے سلف کی ایک جماعت کا یہی معمول تھا۔

(۳) اور فرماتے ہیں، ایں ہمہ ہا از باب توقیت عادیہ ست حاشا کہ مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باشد کہ زیارت جز بر منتہائے سال زیارت نیست یا روا نباشد یا اجر عظیمے کہ ایں روز بر بندہ نوازی دامت پروری و تشریف مزارات شہدائے کرام بتراب اقدام برکت نظام نصیب آں شاہ عالم پناہ ﷺ کنند روزِ دیگر نکند ہمچناں مقصود ابن مسعود آں نبود کہ وعظ جز بروز پنجشنبہ وعظ نیست یا در غیرِ اُو جواز نیست یا روز دیگر ایں اجر مفقود یا شرع مطہر ایں تعیین نمود، حاشا اللہ بلکہ ہمیں عادتے التزام فرمود تا ہر ہفتہ بتذکیر مسلمان پرداز د و تعیین یوم طالبان خیر را بآسانی جمع و فراہم ساز و ہم بر قیاس

درامور باقیہ۔

ترجمہ: یہ تمام تعینات تعیین عرفی کے قبیل سے تھے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ سوائے سال کے آخری دن کی زیارت کے اور کسی دن کی زیارت، زیارت ہی نہیں یا جائز نہیں یا جو اجرِ عظیم آپ کو اس دن کی زیارت سے ملتا تھا وہ کسی دوسرے دن کی زیارت میں نہیں مل سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مقصود نہ تھا کہ جمعرات کے علاوہ کسی دوسرے دن کا وعظ، وعظ ہی نہیں یا وعظ کرنا جائز نہیں یا اتنا اس میں ثواب نہیں جتنا اُس میں ہے حاشا اللہ بلکہ اُن کی یہ تعیین عرفی و عادی تھی کہ جس کو انھوں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا اور اس تعیین کا فائدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہر ہفتہ وعظ و نصیحت ہو جاتی تھی اور طالبانِ علم بآسانی میسر ہو جاتے تھے اور باقی صورتیں بھی اسی قیاس پر ہیں۔

(۴) فرماتے ہیں۔ ''آرے در بعض از آنہا مرجح جداگانہ حاصل ست ہمچو وقوع بعثت وحصول علم نبوت در روز دوشنبہ و عظیم برکت در بکور پنجشنبہ در جائے اہتمام در بدایت چار شنبہ کہ حدیثے ذکر کنند ما من شئی بدی یوم الاربعاء الاتم و در بعض دیگر ترجیح ارادی ست کہ مصلحت در وے کم از تذکیر و تیسیر نیست۔''

ترجمہ: ہاں یہ ضرور ہے کہ ان میں سے بعض صورتوں میں اس تعیُّن کے لئے جداگانہ مرجح موجود ہے۔ مثلاً سوموار کے دن بعثت کا وقوع اور علم نبوت کا حصول اور جمعرات کی صبح بہت بڑی برکت کا نزول اور بدھ کے دن اختتام کی قوی اُمید کیونکہ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے کہ جو کام بدھ کے دن شروع کیا جائے وہ مکمل ہو جاتا ہے اور باقی صورتوں میں ترجیح ارادی ہے کہ اس میں وعظ کی مصلحت سے کم مصلحت نہیں۔

(۵) فرماتے ہیں ''ہم ازیں باب ست تعینات مردم در سوم و چہلم و شش ماہ و سہ سال کہ بعضے از آنہا مصلحتے خاص دارد بعض آخر قصد آسانی یاد دہانی۔''

ترجمہ: اسی قبیل ہی سے لوگوں کی تخصیصات تیجہ، چہلم، شش ماہی اور برسی میں ہیں کہ ان میں بعض کسی مصلحت کی حامل ہیں اور دوسری صورتوں میں یاد دہانی کی آسانی کا ارادہ ہے۔ (الجنۃ الفائحہ صفحہ ۹، صفحہ ۱۲، صفحہ ۱۳)

اور اعلیٰ حضرت اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں۔ ''فاتحہ وطعام بلاشبہ از مستحسنات ست وتخصیص کہ فعل مخصص ست باختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد۔ ایں تخصیصات از قسم عرف وعادت اند کہ بمصالح خاصہ ومناسبت خفیہ ابتداء بظہور آمدہ و رفتہ رفتہ شیوع یافتہ''۔

ترجمہ: شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتویٰ میں فرمایا کہ فاتحہ اور اُس کا طعام بلا شبہ مستحسنات سے ہیں تخصیص کرنے والوں کی تخصیص جو اُن کا اختیاری فعل ہے۔ اُس کی ممانعت کا سبب نہیں بن سکتی۔ یہ تخصیصات عرف وعادت کی قسم سے ہیں جو ابتداء میں کسی مصلحتِ خاصہ اور مناسبتِ خفیہ کی بنا پر ظاہر ہوئیں اور پھر آہستہ آہستہ مشہور عام ہو گئیں۔

(۲) اور فرمایا ثم اقول بلکہ اگر ایں جا ہیچ مصلحتے دینی بنا شد تا عدم مصلحت وجود مفسدت نیست کہ موجب انکار شود ورنہ مباح کجا رود وامام احمد در مسند بسند حسن از خاتونے صحابیہ رضی اللہ عنہا راوی ست حضور پُر نور ﷺ فرمود صیام السبت لا لک ولا علیک فیہ ملام ولا عتاب روشن شد کہ تخصیص بے مخصص اگر نافع نباید مضر نباشد وھوالمراد۔

ترجمہ: پھر میں کہتا ہوں کہ تخصیصات تیجہ وغیرہ میں کوئی مصلحت نہ بھی ہو تو بھی اس سے وجود فساد دینی لازم نہیں آتا۔ تا کہ عدم وجود مصلحت ان امور سے ممانعت کا باعث ہو ورنہ مباح کہاں جائے گا۔ امام احمد مسند میں ایک صحابیہ خاتون سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بروز ہفتہ کا روزہ نہ زیادتی ثواب ہے تیرے لئے اور نہ اس میں تیرے لئے ملامت وعتاب ہے۔ اس سے روشن ہوا کہ اگر

کسی امر میں بے وجود تخصیص تخصیص پائی جائے تو اگر وہ نفع بخش نہ ہو تو ضرر رساں بھی نہیں ہوتی۔

(۷) فرماتے ہیں، آرے ہر عامی کہ ایں تعین عادی را توقیت شرعی داند وگمان برد کہ ایصال ثواب در غیر ایں ایام صورت نبندد۔ یاروا نباشد یا ثواب ایں ایام از ایام دیگر اتم است وافر بلاشبہ غلط کار و جاہل و دریں گمان خاطی و مبطل ست اما قدر گمان معاذ اللہ در اصل ایمان خلل نیاز د نہ موجب عذاب قطعی و وعید حتمی گردد چنانکہ امام الطائفہ در تقویت الایمان اعتقاد دارد وایں جہالت فاحشہ او از جہل آن عامی بدر جہا بتر ست آں از جہلے وجزافے بیش نیست وایں ضلال بعید اعتزال شدید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔

ترجمہ: ہاں ہر وہ عامی شخص جو اس تعین عرفی کو تعیین شرعی جانے اور یہ خیال کرے کہ ایصال ثواب صرف انہی دنوں میں ہوتا ہے یا یہ خیال کرے کہ ثواب ان دنوں میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے تو بلاشبہ وہ غلط کار اور مبطل ہے لیکن اُس کا یہ خیال اُس کے اصل ایمان میں خلل انداز نہیں اور نہ وہ عذابِ قطعی اور وعید حتمی کا سزاوار ہے۔ جیسا کہ امام الوہابیہ نے تقویت الایمان میں اپنا عقیدہ بتایا۔ یہ جہالت فاحشہ اُس عامی کی جہالت سے بدرجہا بدتر ہے۔ کیونکہ اس عامی کا یہ گمان صرف جہالت اور بے بنیاد عقیدہ ہے اور امام الوہابیہ کا یہ عقیدہ بڑی گمراہی اور اعتزال شدید ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ:

مجدد الف ثانی اور مجدد چودھویں صدی کا ایک ہی منشور ہے چنانچہ خانوادۂ مجدد الف ثانی کے ایک ولی کامل حضرت مولانا محمد حسن مجددی رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ وان منعوھا التعیین الا وقات فتعیین الوقت لا یضر فی الامور المباحۃ الاتری

ان لشارع علیه الصلوة والسلام امر امته بصوم یوم عاشورة وامر بصوم ست من شوال وامر بالتهجد باللیل وصلوة الاشراق والضحی فی الاوقات المعینه وامر بالعقیقة فی یوم السابع من ولا دة المولود وغیرها فعین للامور المباحة اوقاتا معینة والمقصود من التعین للاعراس اجتماع الناس من النواحی بلا کلفة۔

ترجمہ: اور اگر مخالفین تعینِ وقت کی وجہ سے عرس کو حرام کہتے ہیں تو غلط ہے کیونکہ امور مباح میں تعیینِ وقت مضر نہیں ہوتی۔ ارے تم یہ نہیں دیکھتے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو یوم عاشورہ اور شوال کے چھ روزوں کا حکم دیا نماز تہجد، نماز اشراق اور نماز چاشت پڑھنے کا حکم دیا اور ان سب کے اوقات متعین ہیں اور آپ نے حکم دیا کہ پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب میں آپ نے وقت مقرر کر دیے ہیں اور عرس میں تعیینِ وقت سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ گرد و نواح سے لوگ بآسانی جمع ہو سکیں۔ (العقائد صحیح فی تردید الوہابیہ صفحہ 70)

(یہ حضرت مولانا پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائنداد (حیدرآباد سندھ) میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی راہ و رسم نہ تھی آپ کے ہم زمان تھے آپ بھی کثیر التصانیف تھے لیکن بریلی سے وہابیہ کے خلاف آواز بعد کو اٹھتی پہلے ٹنڈو سائنداد سے وہابیہ کے خلاف تصنیف شائع ہو جاتی اب بھی وہ خانوادہ اسی طرح آباد ہے اس وقت آپ کے پڑپوتے صاحبزادہ علامہ عبدالوحید جان صاحب مدظلہ اپنے مورث اعلیٰ کی مسند پر خوب کام کر رہے ہیں۔

(اویسی غفرلہٗ)

باب ۳ گھر کی گواہی

(۱) حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا اور پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے۔ مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے۔ اور ہیئتِ مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکرِ رسول ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سہولت دوام یا کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کرلیا۔ مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے۔ مگر بمصلحت سہولت دوام یا کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کرلی ہے اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے۔ ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں۔ مگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشان پیشین کا اقتدار ہے۔ اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصاتِ اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اور اگر ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بیشک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ مقرر پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا آبخور یا شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بے شک یہ اعتقاد مذموم ہے۔ کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے۔ جیسے عمل کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدیِ حدود ہے۔ اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے۔ جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے۔ کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض اعمال کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں۔ اگر بیٹھ کر پڑھیں تو وہ اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدانِ اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اور اعتقاد ایک امر باطن ہے اس کا حال بدوں دریافت کیے

ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند یہ ملامت بے جا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں۔ بلکہ اس ملامت سے شبہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے۔ جس کی نسبت فقہاء نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب معصیت ہو جاتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے۔ درست نہیں ہے کیونکہ علامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و عادت .... بہر حال صرف ملامت کو اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض وواجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں قیام بدعت ہو جائے گا جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۳)

فائدہ :

مسلک بریلوی کے مقتدر علماءِ اہلِ سنت اور دیوبندی اکابرین کے پیر و مرشد کی ان عبارات عالیہ سے تیجہ، چہلم اور عرس وغیرہا معمولاتِ اہلِ سنت میں تاریخ مقرر کرنے کا جواز اظہر من الشمس ہوا۔

مسلک دیوبندیہ کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ میں ہے۔

(۱) "سوال:۔ کونڈا کرنا حضرت کا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان میں کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے؟

جواب:۔ ایصال ثواب بلا قیدِ طعام وایام کے مندوب ہے اور قید و تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے۔ اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو طعام حرام نہیں ہوتا تو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم، رشید احمد عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۱۰)

(۲) اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر ہے "اور سوم و دہم و چہلم و جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے۔ یہ سبب بسبب ان تخصیصات کے بدعت و مکروہ تحریمہ ہیں۔"

اور اس کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے۔ "تعیین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ لغویات ہوں نہ ہوں"

(۳) اس کے صفحہ ۱۴۰ پر ہے۔ "میت کے واسطے کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنا بہت بہتر اور ثواب ہے۔ مگر تخصیص تیسرے روز کی اور چنوں کی بدعت ہے وہاں شریک نہ ہونا چاہیئے۔"

اور اسی کے صفحہ ۱۴۱ پر ہے۔ "مگر بقیود تاریخ معین کے کہ پس و پیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں بدعت ہے۔ اور ناجائز ہے جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اس میں قید لگانا حرام ہے۔

اور اسی کے صفحہ ۱۰۲ پر ہے۔ کھانا تاریخ معین پر کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے۔ اگر چہ ثواب پہنچے گا...... فقط رشید احمد عفی عنہ

(۴) دیوبندی امت کا حکیم صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھتا ہے۔ "بعض جگہ یہ قصہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ صرف معین تاریخ پر اجتماع اور قرآن خوانی و تقسیم طعام یا شیرینی ہوتا ہے۔ اور بس ایسے عرس کو اس زمانہ میں مشروع عرس سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں وہی خرابی واصرار و تعین والتزام ملا یلزم وغیرہا یقیناً موجود ہیں جس کی وجہ سے حرام کے عقائد بھی فاسد ہوتے ہیں۔"

(اصلاح الرسوم صفحہ ۱۷۹)

(۵) دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براھین

قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے۔ "اول کلیاتِ نصوص اور جزئیات و کلیاتِ فقہ سے ثابت ہولیا کہ یہ تعیّن اوقات کا بدعت ہے اور تغیر کرنا حکم شرع کا ہے
(براھین قاطعہ صفحہ ۱۳۷)

(۶) اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر ہے۔ "اگر محض ایصال ہو اور وقت کی قید ہو تو کراہت و بدعت تعین وقت کی ہوئے گی"۔

اور اسی کے صفحہ ۱۱۶ پر ہے "پس جب صلوۃ میں بھی حسب اس قاعدہ کے تعین سورۃ مکروہ ہوا۔ ایصال ثواب میں بھی حسب اس قاعدہ کلیہ کے تعین وقت اور ہیئت کے بدعت ہوگا۔"

فائدہ :

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان کے عقیدہ میں اگر کسی مباح مطلق کام کے لئے دن یا وقت مقرر کردیا جائے کہ اُس سے پس و پیش نہ کیا جائے تو اس سے وہ کام حرام اور بدعتِ ضلالت ہوجاتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

ان لوگوں نے اتنا نہیں سوچا کہ شرع مطہر نے تعیین شرعی کے دائرہ میں بھی تعیین عرفی کو باقی رکھا ہے مثلاً شرع شریف نے نماز فجر کے لئے طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کا وقت معین فرمادیا پھر نمازی کو یہ اختیار بخشا کہ اس وقت کے جس حصہ میں چاہے وہ ادائیگی نماز کرے۔ یعنی اگر وہ اپنی سہولت کے لئے اس وقت کے کسی حصہ کو ادائے صلوۃ کے لئے معین کردے تو وہ ایسا کرنے کا شرعاً مجاز ہے اسی وجہ سے گھڑی کے مقرر وقت پر جماعت ہوتی ہے۔ اسی طرح شرع نے رمضان کی پوری رات کو کھانے پینے کے لئے مقرر فرمادیا ہے پھر مکلفین کو یہ اختیار بخشا کہ اس کی جو گھڑی ان کاموں کے لئے چاہیں مقرر کرلیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک میں مقرر اوقات میں سائرن بجایا جاتا ہے اور خاص وقت میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ اسی

طرح زکوٰۃ کو دیکھئے نصاب پر سال گزر جانے کے بعد شرع شریف مکلّف کی پوری زندگی کو اس کی ادائیگی کا وقت بتاتی ہے۔ اور اس میں ادا کی گھڑی کے تعین کا معاملہ ادا کرنے والے کی مرضی پر چھوڑتی ہے۔ پھر نصاب کے جس حصّہ کو مکلّف فقراء کے حوالے کرنے کے لئے متعین کرے اُسے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرح درست مان لیتی ہے۔ یونہی حج کا مسئلہ ہے کہ شرع شریف ماہ ذوالحجہ کے پانچ دنوں کو ادائیگی حج کے لئے متعین کرتی ہے اور ان میں افعالِ حج کی ادائیگی کے لئے وقت کا تعین حج کرنے والے کی اپنی صوابدید پر چھوڑتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس قربانی کی ادائیگی کے واقعات شرع نے ایام نحر کو قرار دیا۔ اور ان میں قربانی کرنے کے وقت کی کوئی تعیُّن نہیں۔ رائے پر موقوف کردیا۔

غیر مقلدین کا پیشوا:

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری نے وہی کہا جو ہم کہتے ہیں،

سوال نمبر ۲۲۳: مدرسہ وانجمنیں وکتب خانے قائم کرنے اور ان کے نام رکھنا جیسے دارالعلوم، مدرسۃ الحدیث، انجمن اہلحدیث، آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس، آل انڈیا مومن کانفرنس، اتحاد المسلمین، جمعیۃ العلماء، سعید لائبریری، اسلامیہ لائبریری، وامثالہا اور ان ناموں کے سائن بورڈ لگانا اور ان کے متعلق سالانہ مقررہ وغیرہ مقررہ جلسے اور ان کے اشتہار دینا۔ ڈھنڈورا کرنا، لوگوں کو بلانا اور ریزولیوشن، میموریل، ضیافت، شامیانہ، فرش، روشنی، زینت، اسٹیج، پنڈال وغیرہ بنانا اور ناظم اور خزانچی و صدر و ممبر وغیرہ مقرر کرنا اور ان کے دستور العمل بنانا۔ اور لوگوں کو اُن کا پابند کرنا، تعلیم و تقریر، کُتب بینی کے لئے اوقات مقرر کرنا۔ تقریر اور امثالہا میں صدر کی اجازت وہدایت کا لوگوں کو پابند کرنا اور ان میں غیر مسلمین کو شریک کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں۔

جواب نمبر۲۲۳: یہ تمام اُمور بہ نیت خیر کرنے جائز ہیں "فروني ماتر كتكم ولقوله عليه السلام الاعمال بالنيات۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۳ فتاویٰ)

عقلی دلائل:

یہ جو بزرگانِ دین کے عُرس شریف، میلاد النبی اور گیارہویں شریف کے جلسے دن اور وقت مقرر کر کے کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں دن مقرر کرنے کے متعلق لکھتے ہیں "انما هو من مستحسنات المتاخرين" یعنی دن مقرر کرنا علماء متاخرین کے نزدیک مستحسن ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں (۱) ایک مصلحت یہ ہے کہ مقرر دن میں بار بار اعلان نہیں کرنا پڑتا لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں تجربہ شاہد ہے کہ دینی جلسے ہوں یا سیاسی انکے لئے اشتہارات ودعوت نامے اخبارات وریڈیو، ٹیلی ویژن میں اعلانات میں اتنا اجتماع نہیں ہوتا جتنا بزرگان دین کے اعراس میں ہوتا ہے اجمیر شریف، داتا گنج بخش، بابا فرید وغیرہم کے اعراس کو دیکھ لیجئے کہ بن بلائے اتنے کثیر التعداد مہمان کیسے جمع ہو گئے یہ ساری تعیین کی برکت ہے۔

(۲) اس کارخیر کی عادت پڑجاتی ہے تعیین نہ ہو تو سستی کاہلی سے بہت سے امور خیر عمل کرنے سے رہ جاتے ہیں اسی عادت بنانے کے لئے صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا نہ ہو سکا تو دن کو تہجد کے ارادہ پر نوافل پڑھ لئے جائیں تاکہ عادت بنانے کے لئے سہولت ہو۔

(۳) حدیث نبوی ﷺ سے دن مقرر کر کے استسقاء کی نماز پڑھنا۔ وعظ ونصائح کرنا اور سفر کے لئے دن مقرر کرنا اور دن مقرر کر کے اہل اسلام کی ضیافتیں وغیرہ کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا، خاص ایام میں خاص سورتوں کا پڑھنا، روزے رکھنا اور درود

شریف کثرت سے بھیجنے کے لئے جمعہ کے دن کی تخصیص فرمانا، تمام باتیں بوجہ احسن ثابت ہیں۔ تو پھر دن مقرر کر کے گیارھویں شریف کی فی سبیل اللہ نیاز اور مساکین کے کھانا کھلانے کو وہ کس دلیل سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں۔ کئی امور شرعیہ اسی تعیین پر چلتے ہیں مثلاً تمام فرائض و احکام اسلامی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دن اور وقت مقررہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔

(۴) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے بہت سے مساکین اور اہل اسلام اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جن کے باہمی میل ملاپ اور فیضِ صحبت سے ایک دوسرے کو دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہونے کے علاوہ حدیث شریف وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی

(مشکوٰۃ، موطا شریف) یعنی واجب ہوگئی میری محبت واسطے ان لوگوں کے جو آپس میں صرف میرے لئے ہی محبت کرتے میرے لئے ہی باہم مل کر بیٹھتے اور صرف میرے لئے ہی ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور میرے واسطے ہی آپس میں لیتے دیتے یعنی خرچ کرتے ہیں۔" اس پر بھی بوجہ احسن عمل ہو جاتا ہے۔

(۵) تمام قرآن شریف اور احادیثِ نبویہ میں کہیں ایک جگہ بھی حکم نہیں ہے کہ کارِ خیر کے لئے دن مقرر کرنا ناجائز ہے۔

(۶) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے کھانا کھانے کے لئے فقراء و مساکین خود بخود جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مجلس ذکر میں شمولیت اور وعظ و نصیحت سننے کے لئے اہلِ اسلام جمع ہو جاتے ہیں۔

(۷) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے عمل خیر پر مداومت مقصود ہوتی ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ احب الاعمال الی اللہ ادومھا و ان قل

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و صحیح مسلم شریف) یعنی محبوب ترین عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے

جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ تھوڑا ہو۔اور نیز فرمایا یاعبداللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل (مشکوٰۃ شریف، متفق علیہ) اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ اُس نے رات کو نفل پڑھنے کی عادت ڈال کر ترک کردی۔

فائدہ:

رات کا قیام اگر چہ فرض واجب نہ تھا۔مگر شروع کر کے چھوڑ دینا معیوب ٹھہرا پس اسی پر ایصال ثواب کی غرض سے عمل گیارھویں شریف اور عرس شریف کو بھی سمجھنا چاہیئے ۔مگر یاد رہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ہے کہ دن مقرر کرنا فرض ہے یا واجب ہے اور دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں نذر و نیاز اور عمل خیر قبول ہی نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ جس دن بھی فی سبیل اللہ نذر و نیاز دی جائے یا اعمال صالح کئے جائیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور ہماری فلاح کا باعث ہیں۔ہم اسے ایک امر مستحسن جانتے ہیں۔کیونکہ تمام سلف صالحین نے اسے اچھا جان کر اس پر مداومت فرمائی ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی شریف میں فرماتے ہیں۔کہ عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے وصال کے لئے یادگار ہو" اور ایسے ہی حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی پیر و مُرشد علمائے دیوبند بھی فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸ تا ۱۰ میں ارشاد فرماتے ہیں" رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اُس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں۔کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔پس اسی مصلحت کی بناء پر بھی گیارہویں اور اعراس وغیرہ کے لئے دن مقرر کیا جاتا ہے۔

(۸) تاریخ معہود یعنی جب کسی کی وفات یا وصال ہوا اس دن انکی روح خصوصیت سے متوجہ ہوتی ہے ان کے لئے ایصال ثواب کیا جائے تو وہ دعائیں دیتے ہیں تفصیل

دیکھئے فقیر کا رسالہ "عرس کا ثبوت" اسی لئے تعیین سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ عام ارواح اور محبوبانِ خدا کی دعائیں نصیب ہونگی۔

مخالفین کی نقاب کشائی :

ہمارا اور مخالفین کا جھگڑا تعیین کے متعلق نہیں یہ تو صرف انکا بہانہ ہے دراصل وہ معتزلہ کے مذہب کو نئے روپ میں زندہ کرنا چاہتے ہیں عمداً یا لاشعوری میں (واللہ اعلم) معتزلہ کا مذھب ہے کہ مرنے کے بعد مردہ نہ فائدہ دے نہ لے سکتا ہے اسی لئے ایصال ثواب کے قائل نہیں (شرح عقائد) اب یہ لوگ کھلم کھلا تو ایصال ثواب کا انکار نہیں کر سکتے کیونکہ معتزلہ بدنام ہو کر مرمٹے لیکن ایصال ثواب کی تمام صورتوں کا انکار کرتے چلے جائینگے لیکن ایصال ثواب کے اقرار کے باوجود اب تعیین میں اڑ گئے اور اسے بدعت اور ناجائز کہہ کر خود بھی ایصال ثواب سے محروم ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ انکا بڑے سے بڑا مولوی وفات پا جائے کبھی اس کے لئے نہ فاتحہ نہ درود ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ فلاں مولوی صاحب مر گئے ہیں ان کی فاتحہ ہوگی قل خوانی ہوگی، چہلم ہوگا اگر کوئی کہیں کرتا ہے تو رسمی طور اور بس اور ہمارے غریب سے غریب اور جاہل بھی ہو تو ایصال ثواب ہر طرح سے ہوگا اور یہی عین مراد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مدفون مُردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو، وہ بیچارہ انتظار کرتا ہے کہ اولاد ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دُعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی کی طرف سے اس کو دُعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دُنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ دُنیا میں رہنے بسنے والوں کی دُعاؤں کی وجہ سے قبر کے مُردوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اتنا ثواب عظیم ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے۔ اور مردوں

کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

(شعب الایمان، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی صالح مرد یا عورت کا درجہ ایک دم بلند ہو جاتا ہے، تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبے میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ہی امتِ مرحومہ ہے۔ اس کے افراد اپنے گناہ لئے قبروں میں داخل ہوتے ہیں اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کے سر پر گناہوں کا کوئی بوجھ نہ ہوگا۔ ان کی اولاد، دوستوں، رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کی دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی)

(فائدہ) جب مردے کو ایصال ثواب سے فائدہ ہے پھر تعیین اور دیگر حیلے بہانے بنانے کا کیا معنی۔ ان حیلوں بہانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنا چاہتے ہیں لیکن الحمد للہ اہلسنت اپنے مردگاں سے پیار رکھتے ہیں اسی لئے کوئی انکے کہنے پر نہیں آتا، اور نہ آئیگا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا یہ ہے کہ وہ ہمیں اہلسنت کے مذہب پر زندہ رکھے اسی پر موت دے اور اسی مذہب میں اٹھائے۔

(آمین) فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی

۲ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ